انوار ساطعہ
مصنف
حضرت علامہ مولانا عبد السمیع
مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ
لاہور

"براہین قاطعہ" کے رد میں لکھی جانے والی مدلّل اور بیمثال کتاب

# انوارِ ساطعہ

در بیان

# مولود و فاتحہ

مصنفہ

حضرت علامہ مولانا عبد السمیع انصاری رحمہ اللہ تعالیٰ

ناشر

مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ
لاہور

| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | ——— | انوارِ ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ |
| تصنیف | ——— | حضرت علامہ مولانا عبد السمیع انصاری قدس سرہٗ |
| کتابت | ——— | محمد شریف گل، کرٹیال کلاں (گوجرانوالا) |
| تصحیح | ——— | مولانا نذیر احمد سعیدی |
| صفحات | ——— | ۶۰۸ |
| سنِ طباعت | ——— | جمادی الثانی ۱۴۱۵ھ / نومبر ۱۹۹۴ء |
| تعداد | ——— | ایک ہزار |
| مطبع | ——— | |
| ناشر | ——— | مکتبہ حامدیہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور |
| قیمت | ——— | |

ایک عبارت سے نہ سمجھتے تھے دوسری عبارت سے سمجھائے گئے واللہ ولی التوفیق و بیدہ ازمۃ التحقیق۔

## ”براہین قاطعہ“ کے حال میں

**لمعہ ثالثہ** میں حال ہے ”براہین قاطعہ“ کا۔ واضح ہو کہ جب ۱۳۰۲ھ میں ”انوار ساطعہ“ مطبوع ہو کر مطبوع خلائق ہوا۔ اکثر شائقین حق طلب نے دور دور سے کسی نے قیمۃً کسی نے ہدیۃً منگوا کر مطالعہ کیا اقاصی بلاد و اماکن بعاد سے بہت شکریہ کا مضمون لکھا آیا کہ الحمد للہ ہم نے اس کتاب کے سبب بہت مغالطات و اوہام و تشکیکات سے امان کلی پایا پھر دو برس بعد ۱۳۰۴ھ میں ایک کتاب ”براہین قاطعہ“ بجواب ”انوار ساطعہ“ مطبع ہاشمی میرٹھ میں چھپی اس پتہ سے کہ یہ کتاب حسب الامر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مطبوع ہوئی۔ دیباچہ مقام اظہار نام مؤلف میں ان کے مرید مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی کا نام ہے اور ختم کتاب پر مولوی رشید احمد صاحب موصوف کی تقریظ واسطے تصدیق جواب و تائید و تحسین کتاب کی زیب ارقام ہے مجھ کو میرے بعض احباب و نیز بعض علماء دہلی و پنجاب وغیرہ نے خطوط لکھے کہ تم ”براہین قاطعہ“ کا جواب کیوں نہیں لکھتے یعنی اس کتاب میں نہ تحقیق حق بلکہ غیظ قلبی کو ظاہر کیا ہے نہ کوئی دلیل معقول نہ موزوں جواب، صرف کلمات غیر مہذب اور ناصواب سے کتاب کو بھر دیا مغلطات میں کوئی لفظ باقی نہیں رکھا جو اس میں نہیں لکھا اگر ساری کتاب کا انتخاب ہو تو غالباً مضمون سب و شتم و غیظ و غضب میں نصف کتاب ہو اس کتاب کا جواب لکھنا بہت ضرور ہے۔ میں نے کہا نہیں مجھ کو اب چند وجوہ سے سکوت منظور ہے،

## براہین قاطعہ کا جواب نہ لکھنے کی وجوہ

⊙ وجہ اول یہ ہے کہ حضرت مرشدی جناب حاجی صاحب ادام اللہ ارشادہٗ

تحریر جواب الجواب سے خواہ اسی کتاب کا ہو یا کسی اور رسالہ ناصواب کا عموماً باقتضائے رفع نزاع مانع ہیں چنانچہ رقعہ ہدایت مرقعہ حضرت کا لمعہ ثانیہ میں منقول ہو چکا۔ مزید برآں یہ کہ علامہ ذی جاہ المشتہر بالالسنۃ والافواہ استاذنا الحاج المہاجر مولانا رحمت اللہ الہندی الکرانوی ثم المکی خصہ اللہ بالغامہ الجلی والخفی نے بھی ایک نامہ رحمت ختامہ اسی مضمون میں روانہ فرمایا ہے۔ چنانچہ بجنسہٖ منقول ہوتا ہے رقعہ مولوی صاحب۔

## مرحمت نامہ جناب مولٰینا رحمت اللہ صاحب

"شفیق عالم مولوی عبدالسمیع صاحب سلامت۔

سلام مسنون کے بعد مرام یہ ہے کہ آپ سے جو قدیم سے محبت اور بے تکلفی ہے اس لیے لکھتا ہوں کہ جو آپ کی اور مولوی رشید احمد صاحب کی مخالفت حد کو پہنچ گئی اور تحریر بھی اب بڑی سختی سے ہوتی ہے اس لیے حافظ عبداللہ صاحب جو مدرس دوم مدرسہ فقیر کے ہیں اُن کو دہلی سے چھتاری واسطے لینے زر مقررہ دو برس کے جو سرکار چھتاری سے وصول نہیں ہوا تھا بھیجنا ضرور تھا سو ان کو تاکید کی گئی کہ جاتے با آتے آپ سے بھی میرٹھ میں ملیں سو وہ ملاقات کر کے زبانی بھی آپ سے کہیں گے کہ یہ مقدمہ جتنا دب سکے دبائیو اور ہرگز نہ بڑھائیو۔ فقط والسلام

راقم آثم محمد رحمت اللہ از مکہ معظمہ"

بھلا جبکہ استاد اور پیر دونوں کا ایک ہی ارشاد ملک واجب الادب یعنی عرب سے آئے تو بندہ کس طرح اب اس باب میں قلم اُٹھائے۔

○ وجہ ثانی یہ کہ شروع میں جب مانعین نے مولد شریف کرنے والوں کو احمق اور ضال اور کنھیا کے جنم کرنے والوں سے بھی بڑھ کر لکھا اور یہ کلمہ دور دور یعنی روم و شام و مصر و یمن و حرمین شریفین و بیت المقدس وغیرہ کے علماء عظام اور مشائخ کرام

نہیں ڈرتا اور جو میرے ان اقوال کی تائید اور سند مؤلفِ رسالہ نے جا بجا تحریر فرمائی ہے اسی پر اکتفاء کرتا ہوں واللہ اعلم وعلمہ اتم فقط امر برقمہ وقال بفمہ الراجی رحمۃ ربہ المنان محمد رحمت اللہ ابن خلیل الرحمٰن غفر لہما اللہ المنان | محمد رحمت اللہ ۱۲۵۳ |

# اختتامِ کتاب

## بکلماتِ طیّباتِ مرشدِ زماں ہادیِ دَوراں حضور مرشدی مولائی ثقتی ورجائی المشتہر بالالسنۃ والافواہ الحافظ الحاج المہاجر مولانا شاہ امداد اللہ متع اللہ المسلمین بامدادہ وارشادہ وتقواہ

بعد حمد وصلوٰۃ فقیر حقیر امداد اللہ عرض می نماید کہ دریں اولا چیزے کیفیت اعتقاد مذہب ومشرب خود کہ جامع شریعت وطریقت میدانم بقلم آوردن مناسب افتاد باید دانست وبغور باید شنید کہ فقیر مدعی مذہب حنفی و مشرب صوفی است اگرچہ در دعوی خود کامل نباشد مگر خود را حنفی مذہب صوفی مشرب میگویاند ومیشمارد زیرا کہ فقیر را از راہ عمل ونقل محقق ومعلوم شد کہ ہر قدر کہ فہم معانی قرآنی وادراک حقائق ومعارف کلام الٰہی جل شانہٗ و فہم وادراک حدیث مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایں دو گروہ یعنی علمائے مجتہدین احناف ومحققان ومشائخ صوفیہ را حاصل ونصیب است دیگراں ایں درجہ ندارند کہ از یک مسئلہ مسائل کثیرہ استخراج کردہ اند وپشت وپناہ دین محمدی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم گشتہ اند رضوان اللہ علیہم اجمعین، لہذا فقیر بدل مقلد ہر دو فریق موصوف گشتہ مذہب ومشرب ایشاں اختیار

کردہ است و فوائد بسیار ظاہری و باطنی حاصل کردہ است و میکند و ہو الموفق و بہ نستعین پس معتقد و مختار فقیر آنست کہ دراں مسئلہ کہ ایں ہر دو فریق متفق اند یعنی احناف و صوفیہ فقیر بے تکرار و بحث بدل نمودہ براں کاربند می شود دراں مسئلہ کہ فریقین موصوفین را اختلاف واقع شدہ در آں مسئلہ دریدہ خواہد شد زیرا کہ ایں گروہ محقق و اہلِ کشف ہستند و فریق ثانی نظر و فکر عقلی را دخل می دہند و اگر اختلاف در مسائل عبادات و معاملات است دراں نیز غور کردہ خواہد شد پس اگر آں اختلاف در مسائل اعمال جوارح تعلق دارد با اہلِ مذہب حنفی رجوع کردہ آید و اگر اختلاف و اعمال قلبی ست رجوع بصوفیہ خواہد شد (دستور العمل حضور مرقومہ ۱۳۰۶ھ) وقال دام ارشادہ و امدادہ از فقیر امداد اللہ عفا اللہ عنہ بخدمت بابرکت جناب مولوی نذا احمد خاں سلمہ اللہ تعالیٰ، بعد وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کا نامہ مورخہ ۲۰ رجب ۱۳۰۷ھ مع ایک پرچہ مطبوعہ مطبع محبوب المطابع شہر میرٹھ جو فقیر کے خط سے منسوب ہے جناب مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کے ہاتھ پہنچا فقیر کا یہ مسلک ضرور ہے کہ اہلِ اسلام کی تکفیر پر جرأت نہیں کرتا بلکہ اُس سے تنفر قلبی رکھتا ہے اور اس میں صرفِ اوقات کو حماقت بلکہ خسران و خذلان کا موجب سمجھتا ہے جہاں تک ممکن ہو تاویل کو محبوب سمجھتا ہے بشرطیکہ سوادِ اعظم کے خلاف نہ ہو اور فقیر صلح بین المومنین کا بدل خواہاں ہے اور اپنے احباب کو بھی فقیر کی یہی نصیحت ہے کہ نزاع سے کنارہ کش رہیں اور مسائل مختلف فیہا میں سوادِ اعظم کا اتباع کریں اگرچہ وہ مسئلہ اپنی تحقیق کے مخالف ہو کیونکہ سوادِ اعظم علماء و مشائخ کا خلاف تنزلِ مرتبۂ ایمانیہ کا موجب اور انحطاط و کمالات کا مثمر ہے۔

اُس خط میں یعنی خط مطبوعہ محبوب المطابع میں جو فقیر کے خلاف ہے
اُس کی تصریح کرتا ہُوں۔ جواب اول میں امکان و وقوع کا فرق بتایا گیا ہے
فقیر کو اس سے اتنا معلوم ہُوا کہ کذب کا نقائص میں ہونا متفق علیہ ہے،
پھر ذاتِ مقدس باری تعالیٰ کی طرف نقص کا استناد کس طرح جائز
ہو سکتا ہے گو بر سبیلِ امکان ہی سہی جواب ثانی میں آیۂ انما انا بشرٌ
مثلکم الخ کا منکر کوئی اہلِ اسلام نہیں سب کا یہی اعتقاد ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر ہیں حضرت آدم علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ و
السلام کی اولاد میں ہیں، انکار اس بات کا ہے کہ کوئی بشر سمجھ کر بڑا بھائی
کہنے لگے یا مثل اس کے اور کلمۂ گستاخی زبان سے نکالے یہ البتہ موجبِ
خذلان ہے، فقیر کے اعتقاد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اشرف المخلوقات ہیں اور باعثِ ایجادِ کائنات ؎

بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر

جواب ثالث کی تصریح یہ ہے کہ فقیر مجلس شریف میلاد مبارک کا مع ہیئتِ
کذائیہ معمولہ علمائے ثقات صلحاء و مشائخ کرام بارہا اقرار کر چکا ہے اور اکثر
اس کا عامل ہے جیسا کہ فقیر کی دیگر تقریرات و تحریرات سے یہ مضمون ظاہر
ہے، فقیر کو اِس مجلس شریف کے باعث حسنات و برکات کے معتقد ہونے
کے علاوہ یہ عین الیقین ہے کہ اس مجلس مبارک میں فیوض و انوار و برکاتِ
رحمتِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔

جوابِ رابع میں فقیر کا یہ عقیدہ ہے کہ علماءِ حرمین شریفین کی توہین شمہ بھر
جائز نہیں اور اُن کا اتفاق کسی مسئلہ شرعی میں حجت سمجھتا ہوں جیسا کہ
بزرگانِ سلف لکھتے آئے ہیں۔

جواب خامس، فقیر ہمیشہ سے حنفی المذہب وصوفی المشرب ہونے کا مدعی ہے اگرچہ اپنے دعوے میں کامل نہ ہو فقیر تقلید کو واجب جانتا ہے اور اس بات کو اچھا نہیں جانتا کہ کوئی حنفی المذہب ہو کر ایسے مسئلہ کی تائید کرے جس میں حمایت لامذہبی پائی جائے اور عوام ضلالت میں پڑیں۔

(فقرات مندرجہ کرامت نامہ) حضور مرشدی اسمی مولوی نذیر احمد خاں صاحب مدرس مدرسہ احمد آباد گجرات مرقومہ رمضان ۱۳۰۷ھ

وقال دام ارشادہ وامدادہ از امداد اللہ عفا اللہ عنہ بخدمت عزیزم پیرجی مولوی خلیل احمد صاحب انبٹھوی وعزیزم مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی سلمہما اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، تمام بلاد ممالک ہند مثلاً بنگال وبہار ومدراس ودکن وگجرات وبمبئی وپنجاب وراجپوتانہ ورام پور وبہاولپور وغیرہ سے متواتر اخبار حیرت انگیز حسرت خیز اس قدر آتی ہیں کہ جن کو سن کر فقیر کی طبیعت نہایت ملول ہوتی ہے، اس کی علت یہی "براہین قاطعہ" و دیگر ایسی ہی تحریرات ہیں، یہ آتش فتنہ "انوار ساطعہ" کی تردید سے مشتعل ہوئی کہ تمام عالم اس کی حمایت میں کھڑا ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے اس کو کچھ ایسی مقبولیت عطا فرمائی کہ تمام ممالک کے علماء ومفاتی نے ساری کتاب کو تہ دل سے پسند فرما کر اس پر اتفاق کیا۔ دیکھو ہندوستان میں سیکڑوں مذاہب کفریہ وعقائد باطلہ مخالف دین وبیخ کن اسلام ظاہر ہوتے جاتے ہیں اور کیسے کیسے شبہات، الزام واعتراض، شہادت وشبہات وشکوک مذہب اسلام پر وارد کرتے جاتے ہیں پس ایسے وقت میں آپس کی مجادلہ کی جگہ اس کی تردید کرنی چاہئے اور قرآن شریف کی خوبیاں وفضائل اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محامد ومکارم، اخلاق ومحاسن، اوصاف کو ہر مقام وہر شہر وقریہ

میں نہایت زور شور سے مشتہر کرنا چاہئے، ایسے وقت میں رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے محامد، اوصاف و مکارمِ اخلاق کو مشتہر اشاعت عام کرنے
کے لئے ہر مقام میں مجلس مولود شریف کا چرچا بڑا عمدہ ذریعہ و مستحسن وسیلہ ہے۔
فقرات مندرجہ کرامت نامہ حضور مرشدی اسمی پیر جی خلیل احمد صاحب و مولوی
محمود حسن صاحب مرقومہ ذیقعدہ ۱۳۰۷ھ وقال دام ارشادہٗ و امدادہٗ
"انوار ساطعہ" کے اکثر مسائل میں فقیروں سے متفق ہُوا تو اللہ تعالیٰ کی جناب میں
بہت التجا و دُعا کی : یا اللہ ! اگر میں ان مسائل میں صراطِ مستقیم پر ہُوں اور
حق بجانب ہُوں تو اس کتاب کو مقبولِ علماءِ دیار و امصار و اہلِ اسلام کر۔
چنانچہ ظاہر ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمایا کہ تمام علماءِ
حرمین شریفین و بلادِ اسلام اس کے مسائل میں متفق ہیں اور خود کتاب کو بھی
پسند کرتے ذٰلك فضل الله يؤتيه من يشاء (مرقومہ دہم رمضان
روز سہ شنبہ ۱۳۰۷ھ اسمی راقم الحروف) وقال دام ارشادہٗ و امدادہٗ میں
خود مولود شریف پڑھواتا ہُوں اور قیام کرتا ہُوں اور ایک روز میرا یہ حال ہوا
کہ بعد قیام سب بیٹھ گئے مگر میں بے خبر کھڑا رہ گیا بعد دیر کے مجھ کو ہوش آیا
تب بیٹھا (مرقومہ ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۰۴ھ اسمی راقم الحروف) وقال دام ارشادہٗ
و امدادہٗ انوار ساطعہ را از اوّل تا آخر شنیدم و بغور و تدبر نظر کردم ہمہ تحقیق
را موافق مذہب و مشرب خود و بزرگان خود یافتم (مرقومہ یازدہم رجب ۱۳۰۴ھ
اسمی راقم الحروف) وقال دام ارشادہٗ و امدادہٗ فی الحقیقت نفس مطلب
کتاب "انوار ساطعہ" موافق مذہب و مشرب فقیر و بزرگان فقیر است خوب
نوشتنید جزاکم اللہ خیرا الجزاء، اللہ تعالیٰ ما و شما و جمیع مومنان را در ذوق و
شوق و محبت خود داشتہ حسن خاتمہ نصیب کند آمین (مرقومہ بست و دوم

شوال ۱۳۰۴ھ اسمی راقم الحروف)

واضح ہو کہ اوّل "انوار ساطعہ" ۱۳۰۲ھ میں مطبوعہ ہوا تھا رفتہ رفتہ
کچھ مدّت کے بعد مکہ معظمہ پہنچا اور حضرت مرشدی و مولائی نے بتدریج اس کو
ملاحظہ فرمایا، بعد ازاں حضور نے جس قدر کرامت نامجات مکہ معظمہ سے رقم
فرمائے سب میں یہ مضمون تھا کہ اس کتاب کے مسائل میرے مشرب اور
اور میرے مشائخ کے مشرب سے بالکل موافق و مطابق ہیں پھر حضرت کے
قبول فرمانے کی یہ برکت ہوئی کہ یہ کتاب مقبولِ عام ہو گئی سب اس کو ہاتھوں ہاتھ
لے گئے ایک نسخہ باقی نہ رہا اور لوگوں کا اشتیاق یہ کہ دُور دُور سے خطوط اس
کی طلب میں آرہے ہیں گلوگیری تمنائے مشتاقین نے مجبور کر دیا کہ چھپوائیے۔
تب حسب الارشاد حضرت مرشدی و مولائی "انوار ساطعہ" کی نظر ثانی
۱۳۰۶ھ میں شروع کی لیکن اس قدر موانع اور حرج پیش آئے کہ العیاذ
باللہ دو روز کام ہوا تو دو مہینے ناغہ گئے باری شکر اُس مولیٰ عز اسمہٗ کا
کہ انجام کار ۱۳۰۷ھ میں اس کام سے فراغ حاصل ہوا والحمد للہ
رب العلمین والصلوٰۃ علیٰ شفیعنا خاتم النبیین اللھم اجعلنا
بذکرك وذکر حبیبك متلذذین و بآلائك ونعمائك فی الدنیا و
الاٰخرۃ متنعمین توفنا مسلمین والحقنا بالصالحین وارزقنا
شفاعۃ سید المرسلین وادخلنا الجنۃ بسلام فرحین وصلی اللہ
تعالیٰ خیر خلقہ ونور عرشہ محمد واٰلہ واصحابہ واولیاء
اُمتہ اجمعین اللھم ارحمنا معھم برحمتك یا ارحم
الراحمین ۞ فقط تمت

# حضرت مولانا شاہ عبدالسمیع بیدل رامپوری رحمۃ اللہ علیہ

از مولانا محمود احمد قادری استاد مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور

نسلی علاقہ شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری کے واسطے سے حضرت ابوایوب انصاری صحابی رضی اللہ عنہ سے ہے، اپنے وطن رامپور منہاران ضلع سہارنپور میں پیدا ہوئے۔ علمائے دہلی حضرت مفتی صدرالدین وغیرہ سے اخذ علوم کیا۔ دورِ طالب علمی میں ۱۲۷۰ھ میں مرزا غالب کے شاعری میں شاگرد ہوئے اور بیدل تخلص اختیار کیا، فکرِ معاش میں میرٹھ پہنچے، مشہور مخیر رئیس حافظ عبدالکریم رئیس لال کرتی (میرٹھ) نے اپنے لڑکوں کی تعلیم کے لئے آپ کو بارہ ۱۲ روپے اور روٹی پر مدرس رکھ لیا، آپ بڑے سادہ دل اور محتاط تھے، مدرس ہونے کے بعد دونوں وقت انواع و اقسام کے کھانے پہنچنے لگے مگر آپ صرف روٹی کھا کر پانی پی لیتے، حافظ صاحب کو خبر ہوئی بلا کر دریافت حال کیا کہ کیا کھانا پسند نہیں آتا کہ آپ ایسا کرتے ہیں، آپ نے سادگی سے جواب دیا کوئی شکایت نہیں معاملہ طے کرتے وقت صرف روٹی طے ہوئی تھی اس لئے باقی چیزوں کے کھانے کا مجھے حق نہ تھا۔

آپ محبوب الٰہ حضرت شاہ امداد اللہ (مہاجر مکی) قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ اور کامل الاحوال تھے، اسی نوے کے درمیان عمر پائی اور میرٹھ میں ۱۹۰۰ھ میں انتقال ہوا۔ مرقد قبرستان حضرت شاہ ولایت قدس سرہٗ میں ہے۔ آپ کے فرزند مولانا حکیم میاں نے ۱۹۴۰ء میں سفر آخرت اختیار کیا، حکیم صاحب کے دو ۲ لڑکیاں تھیں اولادِ نرینہ کوئی نہ تھی۔
مولانا عبدالسمیع قدس سرہٗ کی تصانیف میں نور ایمان (منظوم)، سلسبیل (نظم)، راحتِ قلوب، بہارِ جنت، مظہرِ حق چھپ کر شائع ہو چکی ہیں۔ "انوار ساطعہ" آپ کی مشہور کتاب ہے جو آپ نے "براہینِ قاطعہ" کے رد میں لکھی۔